خطاب دینا سراسر جہالت اور کم عقلی کی دلیل ہے۔

اتحاد ملی کیونکر ممکن ہو؟

حضرات! تفصیل مذکورہ سے آپ کے ذہن نشین ہوا ہوگا کہ دعوت اہل حدیث کا خلاصہ صرف کتاب وسنت پر عمل کی دعوت ہے خالصاً کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس مسلک حق کا لب لباب ہے پس اتحاد ملی اسی طرح ممکن ہے کہ پوری امت اس کلمہ پر جمع ہو جائے اور آج سے چودہ سو سال قبل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین عظام جس روش پر تھے اسی کو اپنایا جائے ائمہ دین مجتہدین اور جس قدر بھی اکابر امت گزرے ہیں ان سب کا احترام اپنی جگہ مسلم ہے مگر مطاع حقیقی کا منصب صرف سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ ائمہ دین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے جو ارشادات وفرامین اور فتوے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہوں ان کو سرآنکھوں پر تسلیم کر لیا جائے اور جہاں کچھ ٹکراؤ ہو وہاں صرف ظاہر نصوص کتاب وسنت کو مقدم رکھا جائے یہی وہ راہ اعتدال ہے جو تمام ائمہ دین وبزرگان اسلام نے پیش فرمائی ہے اور جس کو چھوڑ کر جمود وتعصب وتحزب کے راستوں نے امت کے شیرازہ کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے۔

حضرات! ملی اتحاد واصلاح ہی آپ کے اس عظیم الشان اجلاس کا مقصد ہے' سخت ضرورت ہے کہ آج مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بنیں' عقائد واعمال واخلاق کے لحاظ سے آج ہمارا جو حال ہے وہ ظاہر ہے آج جبکہ ہم کو اس ملک میں رہ کر ملی اور وطنی تعمیرات میں پورا پورا حصہ لینا ہی سخت ضرورت ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں ہمارے اخلاق واعمال درست ہوں دوسری اقوام کے لئے ہمارا وجود باعث کشش ہو اگر ایسا ہو جائے تو آج بھی ہم بہ سلسلہ دعوت وتبلیغ بزرگان اسلام کی یاد تازہ کر سکتے ہیں اور بنی نوع انسان کو ترقی و سکون کا صحیح راستہ دکھلا سکتے ہیں اس اجلاس کا یہی مقصد ہے اور ہم کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ اس مقصد میں ہم کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اور اس بابرکت اجتماع سے کس قدر روحانی واخلاقی فوائد ہم نے حاصل کئے ہیں خدانخواستہ اگر معاملہ برعکس رہا تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا

نشستند وگفتند وبرخاستند

حضرات! میں نے آپ کی کافی سمع خراشی کی ہے جس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں دعا ہے کہ اللہ پاک اس اجلاس کو کامیاب کرے ہمارے دلوں میں عمل واتحاد اور اخلاق حسنہ کے لئے ایک نئی تڑپ پیدا ہو۔ ہمارے معاشرہ میں کتاب وسنت کی روشنی عام ہو اور ہم سچے مسلمان بن کر دوسروں کیلئے باعث کشش بن سکیں۔ آج گفتار سے ہٹ کر کردار کی ضرورت ہے قول سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے۔ یہ بالکل درست ہے۔

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم ۔۔۔ جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اسلام اور علوم جدیدہ

یوسف بن محمد السورتی (سامرود)

ترقی اسلام کی راہ میں حائل ہونے والے اسباب متعدد ہیں ان میں بعض تو ظاہر ہیں، بعض کبھی ظاہر ہوتے ہیں مجددان اسلام زمانہ کے تقاضے کے مطابق اصلاح میں کوشاں رہتے چلے آئے ہیں وسیع نظر علماء اسلامی فکر وعمل کو صحیح دین کے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کرتے چلے آئے ہیں جس میں بعض کامیاب ہوئے اور بعض نے اس راہ میں متعدد تکالیف کا سامنا کیا عزم بالجزم کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں جام شہادت نوش کیا اور آنے والوں کے لئے مثالیں چھوڑ گئے۔ آیئے ہم آپ کو ان اسباب کی تفصیل بتائیں جو ہماری ترقی میں حائل ہیں ان پر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ یہ تجزیہ کہاں تک درست ہے اگر مفید معلوم ہو تو ہمت کر کے عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں ورنہ کم از کم اس بات پر غور کریں کہ ہم کہاں ہیں اور کیا واقعی ہم اصلاح کے محتاج تو نہیں؟۔

☆ پہلا بنیادی سبب قرآن کریم سے غفلت ہے ہم میں ایک بڑی خامی قرآن پاک کو صحیح معنوں میں نہ سمجھنا ہے مدارس میں رسمی طور پر تفسیر کا درس دیا ضرور جاتا ہے اور کسی بڑی تفسیر کی روشنی میں ذرا تفصیل کے ساتھ معنی بھی بیان کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرآن کی اصل حقیقت ومقصد سے متعلم ناآشنا رہتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کس کردار کا مرد مومن بننے کا حکم دیتا ہے اس پر توجہ کم ہوتی ہے عام تعلیم وتعلم کا مقصد بس الفاظ ومعانی یاد کرانا ہے جو استاد کو معلوم ہیں۔ غور وفکر مفقود ہے اس طرح جب قرآن کریم کی حقیقت سے ناآشنا رہے تو ہم میں بڑی خامی رہ گئی۔

☆ اب حدیث کو لیجئے اس کی افادیت بھی ہم پر پوری طرح منکشف نہ ہو سکی۔ اسنادرجال کی

کتابیں دیکھ ڈالیں احادیث پر متکلمین کی جرح وتعدیل پڑھتے اور سنتے رہے لیکن نگاہ جوہرشناس سے محروم رہے الا ماشاء اللہ طالب علمی کا سارا وقت یوں ختم کر دیا!

☆ ابتدائی تعلیم کے مدارس کا تو پوچھنا ہی کیا ان میں جانے والے طلباء کے رجحانات وخیالات اور امنگوں کا مقابلہ دیگر قوموں کے بچوں کے عزائم سے فرمائیں وہ آسمان سے باتیں کرنے کی فکر میں رہتے ہیں خواہ کامیاب نہ ہوسکیں۔ ہم زمین پر چلنا بھی نہیں سیکھ پاتے۔ کاش ہم سچے دین کے نام لیوا بھی اپنے عزائم بلند کریں اور اسلام کی صحیح تعلیم بروئے کار لانے کی کوشش کریں الغرض بچہ قرآن کی تعلیم سے فارغ ہوا اردو وفارسی میں شدہ بدھ حاصل کی صرف نحو پڑھ کر درس حدیث میں داخل ہوگیا استاد اگر اچھے مل گئے تو بخوبی چل نکلا اور ایک دن خوش قسمتی سے صحاح ستہ کا فارغ التحصیل ہوگیا۔ اب اگر گھر کا کاروبار ہے تو اس میں لگ گیا اور درس وتدریس کا سلسلہ قائم رکھا۔ یا کچھ عرصہ کتب بینی سے غافل رہا اور علم کا بڑا حصہ ذہن سے محو ہوگیا کیا فائدہ ہوا نہ تبلیغ کرسکا نہ خود کو سنوار سکا اگر کاروبار کا مالک نہیں تو پھر ذریعہ معاش کی فکر ہوئی اور در بدر پھرنا پڑا' جگہ جگہ قسمت آزمائی کی' بڑی مشکل سے کہیں مدرس کی گدی ملی' جہاں اس قدر معاش فراہم نہ ہوسکی کہ بفراغت کام چل سکے اگر بچے زیادہ ہوئے تو پھر پریشانی کا سامنا کرنا پڑا آخر انہی پریشانیوں نے دوسروں کی حالت سنوانے اور تبلیغ دین کا موقع نہ دیا حالانکہ یہی تعلیم دین کا اصل مقصد تھا۔

☆ بعض مدارس میں ہندی وانگریزی کی تعلیم و دیگر فنون بھی درس میں شامل کئے گئے مگر بقدر رمق خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ ضرورت محسوس ہوئی اور تھوڑا سا پردہ اٹھا برسوں پہلے اسلام کے اچھے راہبروں نے یہ ضرورت محسوس کر لی تھی اور اگر دینی تعلیم کا نظام کامل ہوتا تو طالب علم دنیاوی علوم سے بھی واقف ہوتا مثلاً سائنس یا صنعت ان میں بھی عقل دوڑاتے اور آگے چل کر جہاں ایک زبردست عالم ہوتے ہیں اس کے لئے انجینئرنگ یا ڈاکٹر یا کوئی اور لائن کھل جاتی دین میں بھی پختہ ہوتا دنیا میں بھی۔

☆ بعض لوگ ابھی تک سائنس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ سائنس والے دہریہ ہو جاتے ہیں نیچری بن جاتے ہیں اگر میں سائنس کے خلاف ایسے علماء کے خیالات بیان کروں تو دفتر درکار ہے اور یہ اس پر ہے کہ قدم قدم پر ان کو سائنس کا محتاج پاتا ہوں کیونکہ آج کل ہر کام سائنس کے بل پر چلتا ہے جس قلم سے

آپ لکھتے ہیں اور جس کاغذ پر یہ سائنس ہی کی وجہ سے میسر ہیں اگر ایک طرف بعض سائنس والے دین سے بے بہرہ نظر آتے ہیں تو دوسری طرف ایسے دیندار سائنس والے بھی ہیں جو صوفیوں سے بڑھ کر زاہد ہیں یعنی سائنس کا فی نفسہ دین سے اختلاف نہیں۔

کتنی خوشی ہوتی ہے ایسے سائنسدان مسلمان کو دیکھ کر جو ہزاروں مسلمانوں کو معاش پیدا کرنے کے قابل بنائے گا۔ کیا ہر طالب علم محض دین سے ہی کمانا سیکھے گا؟ حالانکہ بیت المال کا وہ نظام بھی نہیں جو ایسے افراد کی کفالت کرتا رہتا تھا اور وہ بفراغ خاطر تعلیم میں لگے رہتے تھے۔

سائنس کی ضرورت تو خود قرآن پاک بتاتا ہے قرآن حکیم میں اللہ پاک نے **لعلم تتفکرون . و لعلکم تعقلون . لقوم یتفکرون** وغیرہ سے جو تنبیہ کی ہے اور ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو کیا صرف معنی ہی یاد کرانے کے لئے یا عملی طور پر برتنے کے لئے۔۔؟ کیا آپ ایک پتا اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اس کی رگوں کو اس کے رنگ کو دیکھتے رہتے ہیں یا پھولوں کی پنکھڑیوں کو دیکھ کر سبحان اللہ پڑھتے رہے ہیں اس کی خوشبو میں مست رہتے ہیں اس کے آگے دریافت کیا جائے۔ کہ صاحب اس پتے کے یا اس پھول کے خواص سے تو ذرا آگاہ فرمایئے۔ تو آپ فوراً ہی جواب دیں گے کہ ''خدا ہی جانے'' یا کہیں گے ''حکیم ڈاکٹر جانیں'' تو یعنی آپ نے حکیم' ڈاکٹر کو خود سے زیادہ سمجھدار ثابت کیا تو آپ سمجھدار' مدبر اور غور کرنے والوں میں کہاں ہوئے؟۔ اس کے برخلاف آپ ایک سائنسدان کو وہی پتا یا پھول دیں تو فوراً اپنے مطالعہ کی روشنی میں بتا دے گا کہ اس میں تانبا اتنا ہے لوہے کا اجزا اتنا ہے' فاسفورس اس قدر پایا جاتا ہے اور اس کے خواص یہ ہیں۔ آپ شکل دیکھتے رہ جاتے ہیں کسی دلیل سے اس بات کو غلط نہیں کہہ سکتے کیونکہ آپ کے پاس کوئی علم ہی نہیں اگر آپ اس کی بات پر شبہ کریں تو وہ کہتا ہے کہ ''اچھا صاحب آپ کا ایسا خیال ہے تو اس پتے کو چکھ ڈالئے اس کی حقیقت معلوم ہوگی'' اگر آپ ہٹ دھرمی کر کے کھا گئے تو معاذ اللہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جیسے دماغ چکرانا وغیرہ اب آپ اپنی بھول پر نادم ہوتے ہیں اور پھر اس کے علم کا سہارا لیتے ہیں وہ آپ کو دوسرا پتہ ایسا دیتا ہے جس سے آپ اصل حالت پر آ جاتے ہیں غور کیجئے خدا کی صنعت میں کس نے تدبر کیا۔۔؟ یہی نہیں بلکہ عموماً آپ کا ذرا سر دکھا یا زکام ہوا تو آپ دوڑے ہوئے اسی

سائنسدان ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں جس کو دوسرے وقت برا کہنے کھڑے ہو جاتے ہیں عجب بات ہے ۔ ہے آپ سفر کریں تو انہیں کے رہن منت ہو کر حج کو جائیں تو دوسرے دن انہیں کی ایجادات کے بل پر مکہ میں اتر جائیں جہاں مہینوں میں پہنچا کرتے تھے پھر بھی ان کے خلاف آوازے کستے ہیں۔ آپ ان کے اعمال پر انہیں ملامت کر سکتے ہیں مگر انسان پر ان کا جو احسان ہے اس کی نفی نہیں کر سکتے۔ یہ عقل خداداد ان کے گھر کی نہیں انہوں نے اس سے کام لیا اور حدا کی اصل نعمت کی قدر کی ان میں سے جو دین میں بھی پختہ ہو تو آپ کیا فتویٰ دیں گے؟ کیا اب بھی یہ آپ کی نظروں میں دہریہ اور نیچری ہوگا؟ ہوا یہ ہے کہ ابتدا ہی سے بعض کٹر قسم کے دینی لوگوں کو اس میدان سے بعد خوش لگا اور انہوں نے تن من دھن سے اس کی مخالفت کی اور مخالفت کے گھوڑے دوڑا کر مسلمانوں کو بیجا قدامت پرستی پر قائم رکھا جس سے ان کا اپنا ہی نقصان ہوا اور اب بھی ہو رہا ہے فی زمانہ مسلمانوں میں بیداری کے آثار نظر آنے لگے ہیں اور اکثر مقامات پر بیداری کے نتائج بھی برآمد ہونے لگے ہیں اگر اس علمی ترقی میں بعض افراد دین میں کچھ پیچھے رہ گئے یا بعض نے دین میں آزاد خیالی کو دخل دے دیا تو یہ قصور کس کا ہے ان کا یا قدامت پرستوں کا ترکی اور مصر نے اس میدان میں قدم رکھا اور جان توڑ محنت کر کے غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر پھینک دیا ان آزادیوں میں سب سے بڑا ہاتھ سائنس کا ہی ہے طوالت سے قطع نظر یہاں صرف مسلمان کو سائنس کی ضرورت اور علماء کی اس سے بے پروائی ظاہر کرنا مقصود ہے۔

آپ کو مذکورہ بالا بیان سے سائنس کی ضرورت محسوس ہو چکی اور یہ کہ سائنس کیا ہے یہ بھی کہ اس سے بے خبر کیوں ہیں نیز انسان کا اپنی فطرت ثانیہ کو آخری عمر تک بدلنا مشکل ہوتا ہے اس لئے علماء کے پرانے خیالات جو جبلی عادت کی طرح ان میں جاپذیر ہو چکے ہیں نکلنا مشکل ہیں

اسلام میں تنگ نظری کی وجہ سے اور مصلحت وقت کی نہ سمجھنے سے ہم میں جو خامیاں رہ گئیں ان پر غور کرنا ضروری ہے گذشتہ زمانہ سادہ تھا نہ اتنے آلات تھے نہ اتنی ترقی اور نہ یہ مروجہ سائنس تھی اس وقت گذارا اچھی طرح ہو رہا تھا قرآن واحادیث کے مطالب بھی اپنی جگہ زمانے کے مطابق لوگ سمجھتے چلے آتے تھے۔ اب اگر اس وقت بھی آپ اسی مقصد اور مطلب پر چلتے ہیں تو نتیجہ برعکس ہو جاتا ہے۔ مثلاً اللہ

پاک فرماتے ہیں واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل (الآیہ) تو کیا آپ آج بھی وہی تیاری کریں گے جو اس زمانے میں تھی یقیناً آپ ناسمجھ متصور ہوں گے اکثر غزوات میں ابوعبیدہ بن جراح ایک ایک سپاہی کا امتحان لیا کرتے تھے کہ آیا یہ مقابل کے برابر کا ہے یا نہیں۔ اگر وہ امتحان میں پورا اترتا تو آگے بڑھنے کی اجازت دیتے ورنہ کہہ دیتے کہ تو نے اپنے نفس پر غرور کیا تو چونکہ آج کی تیاری سائنس پر موقوف ہے آپ اگر اس سے بے خبر رہے تو آپ بھی نفس پر ظلم کریں گے اور قرآنی تعلیم سے بے خبر مانے جائیں گے۔

اس ضرورت کا احساس دلانے میں بڑی ذمہ داری ہادیان قوم کی ہے جب وہ عوام کو اس ضرورت کا احساس نہ دلائیں گے تو عوام کو خود تو احساس ہونے سے رہا۔

اگر ہمارے مدبرین کچھ وقت اس طرف لگائیں تو ضرور مفید کام ہو سکتا ہے اور آہستہ آہستہ عوام کی سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے کہ سائنس کیا ہے اور اسلام کو اس کی کس قدر ضرورت ہے ہم اس سے اس حد تک غافل کیوں رہے اور کیوں ہیں؟ اس کے لئے جگہ جگہ انجمنیں قائم کی جائیں۔ ہفتہ وار مذاکرے کئے جائیں حالات پر غور کر کے ایک ضابطہ بنایا جائے اور بدلنے کے وسائل مہیا کئے جائیں جہاں ہم دین کی خاطر لاکھوں روپے خرچ کر کے اجتماعات کرتے ہیں وہیں چھوٹے چھوٹے مقامی اجتماع اس مقصد کے لئے ہوا کریں جن میں موجودہ تعلیم کی حقیقی ضرورت سمجھائی جائے۔

یہ سب کام بھی دین ہی کے کام کی ایک کڑی ہیں کیونکہ اس کا مقصد ہے کہ مسلمان ذلت سے نکلیں اور بالخصوص دینی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کی مشکلات کا حل ہو اس علاج کی کنجی علماء کے ہاتھ میں ہے۔ اگر مدارس میں ایک گھنٹہ کم از کم علوم جدید پر غور وخوض کیلئے وقف کر دیا جائے خواہ یہ کام تعلیم دینی کے اوقات کے علاوہ کسی وقت ہوا کرے تاکہ طلباء میں کم از کم ضرورت کا احساس بیدار ہو جائے کیونکہ جب تک احساس نہ ہوگا تو تدارک سوچا بھی نہ جا سکے گا۔ ہم زندہ ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے تقدیر الٰہی یہی ہے کہ قرآنی تعلیم کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرتے رہیں یقیناً جس طرح صحابہ وتابعین اور دیگر مسلم اقوام دنیا میں اونچی ہو کر رہیں۔ ہم بھی انشاء اللہ رہیں گے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر واما با نفسھم اور انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔